جلد ۱۶ — فتح ۱۳۵۴ ھش — شمارہ ۱۲

دسمبر ۱۹۷۵ء

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچہتر پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

فتح ۱۳۵۴ ہش

ذوالحجہ ۱۳۹۵ ہجری دسمبر ۱۹۷۵ء

ایڈیٹر
غلام باری سیف

قیمت سالانہ آٹھ روپے

فی پرچہ ایک روپیہ

فہرست مضامین

پبلشر . . . . . . چوہدری محمد ابراہیم
مطبع . . . . . ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت . . . . دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۶ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۲

فتح ۱۳۵۴ ہش

(۱)

ترانوے ۹۳ سال قبل

اللہ تعالیٰ نے ترانوے سال قبل مسیح پاک کو یہ فرمایا تھا:۔

یاتون من کلّ فجٍ عمیق - ینصرک من عندہ - یا احمد فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیک - وأمر بالمعروف وانہ عن المنکر۔ الصلوٰۃ ھو المربّی - ولا تصعّر لخلق اللہ - ولا تسئم من النّاس - اصحاب الصفّہ وما ادراک ما اصحاب الصفّہ - تریٰ اعینھم تفیض من الدمع - ووسّع مکانک

(براہین احمدیہ حصہ سوم)

کہ لوگ تیرے پاس دور دراز سے آئیں گے۔ اور اتنی کثرت سے آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گی۔ خدا اپنی جناب سے تیری مدد کرے گا۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی۔ نیکی کی تلقین کر اور بُری باتوں سے روک۔ نماز اور وہ ہی تربیت کا ذریعہ ہے۔ مخلوقِ خدا کی آمد سے تیوری نہ چڑھانا اور لوگوں کی کثرت دیکھ کر اکتا نہ جانا۔ ایسے لوگ بھی آئیں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آکر آباد ہوں گے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں۔ وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری

جاری ہوں گے۔ وہ تجھ پر درود بھیجیں گے۔ اور اپنے مکان کو وسیع کرلے۔

خدا کی ان باتوں میں جہاں عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں وہاں ہماری راہ نمائی کے لئے بعض ہدایات بھی ہیں۔

جلسہ سالانہ کا منظر یاتون من کل فج عمیق کا ایک ایمان افروز نظارہ ہوتا ہے۔ مسیح پاک کے نام لیوا سال بھر ان مبارک دنوں کا انتظار کرتے ہیں۔ جوں جوں یہ دن قریب ہوتے ہیں دل امنگوں، مسرتوں سے پر ہوتے جاتے ہیں۔ دیہاتی و شہری۔ امیر و غریب۔ بوڑھے اور جوان۔ بچے اور مستورات۔ اپنے آرام کو تیاگ کر زاد راہ لے کر اپنے آقا کے دیدار کے لئے۔ دعاؤں کے لئے تر آنکھوں سے روانہ ہوجاتے ہیں۔ بہت ہیں جو سارا سفر دعاؤں میں گزارتے ہیں۔ وہ اپنی آنکھوں سے خدا کے نشانات مشاہدہ کرتے ہیں۔ وہ آکر مسجد مبارک میں تہجد کی نماز ادا کرتے ہیں۔ وہ گھر میں پلٹے بہشتی مقبرہ دعا کے لئے جاتے ہیں۔ وہ اپنی آنکھوں سے اس الہام کی صداقت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ یاتون من کل فج عمیق۔

اپنے گھروں کے آرام چھوڑ کر فرش زمین پر سوتے ہیں۔ مٹی کے برتنوں میں کھانا کھاتے ہیں۔ پکی سڑکوں اور مخملی فرشوں کی بجائے اس بستی کے کلر اور گرد میں وہ گامزن ہوتے ہیں۔ وہ یہاں ایک مقدس ماحول میں چند لمحات گزارتے ہیں۔ ان دنوں میں مرکز سلسلہ کی فضا۔ دعاؤں۔ ذکر الٰہی۔ نیک تمناؤں آنسوؤں۔ نعرہ ہائے تکبیر سے معمور ہوتی ہے۔

ان الہامات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں جہاں اس اجتماع کی خبر دی گئی تھی۔ وہاں ہماری راہ نمائی کے لئے بعض اصول بھی بیان ہوئے ہیں۔ الہام میں کہا گیا ہے کہ جلسہ نصرت خداوندی کا مظہر ہوگا اس جلسہ میں قبولیت پر خدا کی رحمت جاری ہوگی۔ خدا کی تائید و نصرت اور پاک کلمات زبانوں پر جاری ہوں گے۔ یہاں نیکی کی تلقین ہوگی۔ اور بدی سے نفرت کی ترغیب دلائی جائے گی۔ اور جماعت کو بتلایا گیا کہ تمہاری تربیت کا بڑا ذریعہ درود اور نماز ہوگی۔ اور مرکز میں رہنے والوں کو کہا گیا کہ مہمانوں کی آمد کی کثرت سے تنگ نہ پڑنا تمہارے چہروں پر بشاشت اور مسکراہٹیں ہی بکھری ہوں اور یہاں کے رہنے والے اور آنے والے درویشوں کی صورت ہوں۔ جن کی آنکھیں خدا کی خشیت سے پرنم ہوں۔

یہ اجتماع کتنا روح پرور اور ایمان افروز ہوتا ہے۔ میں الفاظ میں اسے بیان نہیں کرسکتا۔ ہر وہ شخص جس نے احمدیت میں پرورش پائی ہے اور اس اجتماع کو دیکھا ہے۔ اس اجتماع کے تصور سے ہی اسکے دل کی دھڑکنیں تیز ہوجاتی ہیں یہ مبارک اجتماع جس میں ۸۵ سال قبل سو آدمیوں سے زائد نہ آتے تھے۔ آج خدا نے اس بیج کو بڑھایا ہے اور آج اس ابتدائی تعداد سے زیادہ اس میں سمندر پار سے آتے ہیں۔ امریکہ سے۔ افریقہ سے۔ یورپ سے۔ جزائر سے مسیح پاک کے نام لیوا چلے آتے ہیں۔

یہ نہ سمجھو لئے کہ یہ جلسہ ہماری دینی تربیت کا ایک ذریعہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے جلسہ کے بعد اگلے برس بطور تعزیر ۱۸۹۳ء میں جلسہ کو ایک سال کے لئے ملتوی کر دیا تھا اور التوا کی وجہ یہ بیان فرمائی تھی۔

"اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو۔ اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکساری اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو۔ اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔ لیکن اس پہلے جلسے کے بعد ایسا اثر نہیں دیکھا۔"

حضور کا یہ اقتباس ظاہر کرتا ہے کہ اس اجتماع کی اصل غرض افراد جماعت میں خدا کا خوف زہد و تقویٰ تواضع، نرم دلی، پرہیزگاری اور باہمی محبت پیدا کرنا ہے۔ اگر یہ اہم امور ہم اپنے اندر پیدا نہیں کرتے۔ اگر یہ روح ہمیں حاصل نہیں ہوتی۔ تو یہ سفر محض ایک سفر ہے۔ خدا کے نزدیک موجب ثواب نہیں۔ اس جلسہ کا قیام مامور من اللہ نے فرمایا۔ اس کی بنیاد مقدس ہاتھوں سے دینی اغراض کے ماتحت رکھی گئی۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر خدا کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

جلسہ کے قیام کی غرض یہ بھی ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے۔ اور ان کے معلومات دینی وسیع ہوں اور معرفت ترقی پذیر ہو۔" (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

ایک وہ دن تھا جب مرکز سلسلہ یعنی قادیان ریل کی پٹڑی سے بارہ میل دور تھا۔ پکی سڑک بھی صرف بٹالہ تک تھی۔ سیالکوٹ کے اکثر دیہاتی دوست پیدل قافلوں کی صورت میں روانہ ہوتے۔ ڈیرہ کے پل کو عبور کر کے موضع اٹھوال اور شکار میں پڑاؤ کرتے۔ ان جماعتوں کے مرد و زن مہمانوں کے لئے کھانے۔ ان کی سواریوں کے لئے چارے کا انتظام کرتے جو مہمان گاڑی میں بٹالہ تک پہنچتے۔ قادیان کے طلباء اور رضاکار ان کا سامان چھکڑوں میں لاد کر قادیان پہنچاتے۔ ان سب تکلیفوں کو خوشی خوشی برداشت کرتے۔ عشاق کے قافلے قادیان پہنچتے۔ ہندوستان کے دور دراز سے احباب قادیان پہنچتے۔ منارۃ المسیح پر نظر پڑتے ہی ہاتھ دعا کے لئے اٹھ جاتے۔ آنکھیں تر ہو جاتیں وہ دعائیں

کرتے مرکز میں داخل ہوتے اور جلسہ کے بعد چشمِ پُرنم سے ذکرِ الٰہی کرتے یہاں سے رخصت ہوتے۔ وہ واپسی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور سلسلہ کا لٹریچر اپنے ساتھ لے جاتے۔ اور سال بھر اس سے اپنے دل و دماغ کو منوّر کرتے۔

آنے والوں کی راہ روکنے کے لئے ثناء اللہ امرتسری اور مولوی محمد حسین بٹالوی کوشاں رہتا۔ لیکن عشاق کے قافلے رواں دواں ہی رہے۔ حالات اور زمانہ بدلتا رہا اور بدلتا چلا جائے گا۔ روکیں پیدا ہونگیں۔ لیکن عشاق ان روکوں کو پھلانگتے ہوئے آتے رہے اور آتے رہیں گے۔ سر پر بستر اٹھائے بوڑھے ذکرِ الٰہی سے زبان کو تر رکھتے چلے ہی آئیں گے۔ صنفِ نازک موسم کی سختی کے باوجود نوزائیدہ بچوں کو سینوں سے چمٹائے مسیح پاک کی آواز پر لبیک کہتی آتی رہیں گی۔

آنے والو! آؤ! آؤ! کہ تم میں سے ہر ایک جو مرکزِ سلسلہ کی مقدس بھومی پر قدم رکھتا ہے مسیح پاک کی صداقت کا ایک نشان ہوتا ہے مرکز میں رہنے والوں سے زیادہ آپ مرکز سے پیار رکھتے ہیں۔ ہم آپ کی راہ میں آنکھیں بچھائے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ گاڑیوں میں آپ کے نعرہ ہائے تکبیر سنکر ہمارا دل بلیوں اچھلنے لگتا ہے۔ تمہارے قافلوں کو دیکھ کر ہماری آنکھیں تر ہو جاتی ہیں۔

آؤ کہ مسیح کا خلیفہ۔ جماعت کا برگزیدہ امام تمہیں بلا رہا ہے۔ تمہاری آنکھیں اس کو دیکھنے کے لئے ترس رہی ہیں۔ اور اس کی آنکھیں تمہیں دیکھنے کے لئے بے تاب ہیں وہ آپ سے محبت کرتے ہیں۔ اور آپ ان سے۔

چلے بھی آؤ کہ ربوہ کے در و دیوار تمہارے منتظر ہیں۔ پروانو شمع روشن ہے۔ کچھ پروانے اس شمع کو دیکھ کر دنیا کے کونوں سے شمع پر فدا ہونے آرہے ہیں۔ کیا تم نہیں آؤ گے؟ آؤ! آؤ! ایک بار پھر اس الہام کو پورا کریں اور پورا ہوتے دیکھیں۔

یاتون من کل فج عمیق

مسیح پاک کے درختِ وجود کی سرسبز شاخو!

لہلہاتی ہوئی آؤ۔ جھومتی ہوئی آؤ۔ اصحابِ صفہ با چشمِ نم آؤ۔ انکساری اور عاجزی سے آؤ۔ آسمانی آقا کو یاد کرتے آؤ۔ مقدس ماحول میں دعائیں کرنے کے لئے آؤ۔ ایمان اور متاعِ علم سے دامن بھرنے آؤ۔ اور مسیح پاک کی اس خواہش کی تکمیل کے لئے آؤ۔

دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبایعین محض للہ سفر کرکے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کرکے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔

(۲)

مسیحِ پاک کے ایک صحابی

مجلس انصار اللہ لاہور کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر مسیح پاک کے ایک صحابی کے روح پرور کلمات سننے کا اتفاق ہُوا۔ ان کی صحبت میں بھی چند لمحات گزارنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کے خطاب کا خلاصہ یہ تھا کہ جماعت کی ترقی سے وابستہ خدائی وعدے ضرور پورے ہوں گے۔ خدا کی نصرت آئے گی لیکن اس کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے ہمیں اپنے اندر ایک تغیر پیدا کرنا چاہیئے۔ خدا کا وعدہ حزب اللہ سے ہے۔ اس کی نصرت کی خوشخبری مومنوں کے لئے ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کرنے والوں سے ہے۔ ان کی گفتگو میں درد، سلسلہ کے لئے تڑپ۔ اصلاح نفس کی تلقین تھی۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ باہر ملکوں میں مخلصین اخلاص۔ فدائیت اور خدمت سلسلہ کے جذبہ میں ہم سے کسی طرح کم نہیں۔ اور بعض تو ہم سے آگے نکل چکے ہیں۔ یہ بزرگ مسیح پاک کے صحابی چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب تھے۔ اللہ تعالےٰ ان کی صحت و عمر میں برکت دے۔ محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی ایڈیٹر الفضل جو اس سفر یورپ میں حضور کے ساتھ تھے انہوں نے جامعہ میں حضور کے سفر کے بارے میں تاثرات بیان کرتے ہوئے سویڈن اور ناروے کے بعض مخلصین کا ذکر کیا۔ تو ان لوگوں کے اخلاص کا سن کر رشک آتا ہے کہ احمدیت سے عشق و محبت اور عملی نمونے میں دُور بیٹھے وہ لوگ ہم سے کتنا آگے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے فرائض پہچاننے اور نیک نمونہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۳)

امام الزمان کی ایک نصیحت

فرمایا:-

"کشتی نوح کا بار بار مطالعہ کرو اور اس کے مطابق اپنے آپ کو بناؤ۔ قد افلح من زکّٰھا۔ یوں تو ہزاروں چور، زانی، بدکار، شرابی، بدمعاش، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں مگر کیا وہ درحقیقت ایسے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ امتی وہی ہے جو آپ کی تعلیمات پر پورا کاربند ہے۔" (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۳۳)

کشتی نوح کے حصہ تعلیم میں امام الزمان نے اپنی جماعت کو مخاطب فرما کر نصائح فرمائی ہیں۔ آپ نے بتلایا ہے:

کہ میری جماعت میں سے کون ہے اور کون میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ اسلوب آپ کے آقا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے حضور فرماتے ہیں۔ من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر۔ جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑی وہ مسلمان نہیں۔ من غشّنا فلیس منا۔ دھوکے باز مسلمان نہیں۔ آپ نے فرمایا لعن اللّٰہ الراشی و المرتشی۔ رشوت دینے والے اور لینے والے پر خدا کی لعنت۔ فرمایا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ تین دن تک اپنے بھائی سے ناراض رہے۔ لا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاثۃ ایام۔ فرمایا جو کسی مسلمان پر ہتھیار اٹھاتا ہے۔ وہ مسلمان نہیں۔

یہ نصائح اور اسلوب بتاتا ہے کہ مسلمان وہی ہے جو احکام قرآن اور ارشاد رسول پر عمل کرتا ہے۔ منہ کی لاف خدا کے حضور قبول نہیں۔ کیا قرآن میں یہ موجود نہیں کہ ریاکار نمازی کے لئے جہنم ہے اور حدیث میں یہ نہیں کہ جس نے دولت خدا کے لئے خرچ نہیں کی۔ علم کو جاہ و نفس پرستی کا ذریعہ بنایا اور علم قرآن سے دنیوی فائدے اٹھائے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے ان کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔

پس مسلمان وہ نہیں ہے جو صرف منہ سے دعوے کرتا ہے لیکن اس کا عمل اس کے دعوے کا مصدق نہیں بلکہ مکذب ہے۔ کیا یہ نصائح ہمیں اس طرف توجہ نہیں دلاتیں کہ ہم عمل کے ترازو میں اپنے دعوے کو رکھیں۔ ہم اپنے اعمال سے ثابت کریں کہ ہم مسلمان ہیں۔ خدائے برحق کا ترازوئے عدل قائم ہے اس میں وزن صرف نیک اعمال کا ہوگا۔ کھوٹی متاع اور فقط دعووں کا وہاں کوئی وزن نہیں ہوگا۔ اگر ہم صرف منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے رہے اور ہمارا عمل اس کی تکذیب کرتا رہا۔ تو خدا کو ہم کیا دھوکا دیں گے۔ دنیا میں بھی ایسا تضاد پیش کر رہے ہوں گے جسے کوئی دانا قبول نہیں کرے گا۔ اگر ہم مسلمان ہیں تو ہر ارشاد رسول اور حکم باری تعالیٰ کو حرز جان بنانا ہوگا۔ ورنہ فقط لیبل کام نہ آئے گا۔ زہر کی شیشی پر تریاق کا لیبل لگانے سے زہر تریاق نہیں بن جاتا۔ اور اس کو پینے کے بعد کوئی بچ نہیں سکتا۔ ارشادِ باری ہے

قوا انفسکم و اھلیکم نارا

اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

سامری } قرآن مجید نے گوسالہ کی پرستش کرنے والے ایک سامری کا ذکر کیا ہے۔ اس پر مستشرقین کے اعتراضات اور اس بارہ میں شیخ عبدالقادر صاحب کی تحقیق اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں ؎

ما اٰتاکم الرسول فخذوہ

شہید اُحد — حضرت حمزہؓ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَمْزَةَ يَوْمَ اُحُدٍ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَرَاٰهُ قَدْ مُثِّلَ بِهٖ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ تَجِدَ صَفِيَّةُ فِيْ نَفْسِهَا لَتَرَكْتُهٗ حَتّٰى تَاْكُلَهُ الْعَافِيَةُ حَتّٰى يُحْشَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ بُطُوْنِهَا ثُمَّ دَعَا بِنَمِرَةٍ فَكَفَّنَهٗ فِيْهَا فَكَانَتْ اِذَا مُدَّتْ عَلٰى رَاْسِهٖ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا مُدَّتْ عَلٰى رِجْلَيْهِ بَدَا رَاْسُهٗ قَالَ فَكَثُرَ الْقَتْلٰى وَقَلَّتِ الثِّيَابُ قَالَ فَكُفِّنَ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ الثَّلَاثَةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ثُمَّ يُدْفَنُوْنَ فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ قَالَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُ عَنْهُمْ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ قُرْاٰنًا فَيُقَدِّمُهٗ اِلَى الْقِبْلَةِ۔

(ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء فی قتلی و ذکر حمزۃ)

ترجمہ :۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ احد کے روز حضورؐ حمزہ کی لاش پر آ کر کھڑے ہو گئے آپؐ نے دیکھا کہ لاش کا حلیہ بگاڑا گیا ہے (یعنی دشمنوں نے لاش کے ناک کان کاٹ دیئے ہیں۔ پیٹ پھاڑا ہوا ہے) آپؐ نے فرمایا اگر ان کی بہن صفیہ کا خیال نہ ہوتا تو میں لاش یہیں میدان میں پڑی رہنے دیتا۔ لاش کو جنگل کے درندے کھا جاتے۔ اور قیامت کے دن حمزہ کا حشر ان کے پیٹوں سے ہوتا پھر آپؐ نے ایک اونی کمبل منگوا کر حضرت حمزہؓ کو اس میں کفن دیا۔ وہ کپڑا اتنا چھوٹا تھا کہ اگر سر کی طرف سرکاتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ اگر پاؤں کی طرف سرکاتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ شہداء زیادہ تھے اور کفن کے لئے کپڑے کم تھے چنانچہ ایک ایک دو دو تین تین آدمیوں کو ایک ہی چادر کفن کی میسر آتی اور انہیں ایک ہی قبر میں دفن کر دیا جاتا۔ انہیں قبر میں اتارتے وقت حضور دریافت فرماتے قرآن زیادہ کون جانتا ہے اسے قبر میں قبلہ رخ پہلے اتارتے۔

قوموں کی تربیت اور تعمیر میں مصائب و ابتلاء کا آنا ضروری ہے۔ امتحان اور آزمائش میں پڑے بغیر افراد ترقی کی منازل طے نہیں کرتے۔ سونا کٹھالی میں پڑتا ہے تو نکھر جاتا ہے۔ کیا بے بسی تھی کہ شہداء کے لئے کفن بھی میسر نہیں لیکن یہ بے بسی، یہ قربانی، شہداء کا خون ہی قوم کے چہرے کا غازہ بنتا ہے اور راہ حق میں فدا ہونے والا ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے۔ ان کے کارنامے قوموں کے خون کو گرماتے اور افراد کے اسپ شوق کے لئے مہمیز کا کام دیتے ہیں۔

(کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں

"اے میری جماعت خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ وہ قادر کریم آپکو سفر آخرت کے لئے ایسا طیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب طیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کیلئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم وغم دنیا کیلئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائیگی۔

اے سعادتمند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جاؤ جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔ نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا۔ لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے، خدا قدیم سے کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفسِ امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا سو تم دل کے مسکین بن جاؤ..... خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے۔ کیونکہ انسان کمزور ہے۔ ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

لِلّٰہِ سَہْمٌ لَا یَطِیْشُ اِذَا رَمٰی

خدا کا وہ تیر ہے جب چھوٹتا ہے تو خطا نہیں جاتا۔

لِلّٰہِ سَہْمٌ لَا یَطِیْشُ اِذَا رَمٰی
خدا کا وہ تیر ہے جب چھوٹتا ہے تو خطا نہیں جاتا

لِلْحَقِّ سُلْطَانٌ عَلٰی سُلْطَانِہِمْ
خدا کا قہر ان کے قہر پر غالب ہی آتا۔

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ الْقَرِیْبِ بِفَضْلِہٖ
یہ خدا کی طرف سے مدد ہے جو اس کے فضل سے قریب ہے

اِنَّ الْمُہَیْمِنَ لَا یُؤَخِّرُ مَوْعِدًا
خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کو مؤخر نہیں کرتا۔

مَنْ کَانَ فِیْ حِفْظِ الْاِلٰہِ وَعَوْنِہٖ
جو شخص خدا تعالیٰ کی حفاظت اور مدد میں ہو

مَنْ یُّہْلِکَنْہُ وَاِنْ سَعَی الثَّقَلَانِ
اسکو کون ہلاک کر سکتا ہے اگرچہ جن و انس کوشش کریں۔

اَلْوَقْتُ یَدْعُوْا مُصْلِحًا وَّمُجَدِّدًا
وقت ایک مصلح اور مجدد کا تقاضا کرتا ہے۔

فَانْظُرُوْا بِنَظَرٍ طَاہِرٍ وَّجَنَانٍ
پس تم پاک نظر اور پاک دل کے ساتھ دیکھو۔

اَلظَّنُّ اَنَّ اللّٰہَ یُخْلِفُ وَعْدَہٗ
کیا تو خیال کرتا ہے کہ اللہ اپنے وعدے کو پورا نہیں کریگا

اَفَاَنْتَ تُنْکِرُ مَوْعِدَ الْفُرْقَانِ
کیا تو فرقان کے وعدے سے انکار کرتا ہے

لَا تُغْضِبُوا الْمَوْلٰی وَتُوْبُوْا وَاتَّقُوْا
اپنے مولا کو غصہ مت دلاؤ اور توبہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو

وَکَخَائِفٍ خِرُّوْا عَلَی الْاَذْقَانِ
اور ڈرنے والوں کی طرح اپنی ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر جاؤ

مَنْ کَانَ خَصْمِیْ کَانَ رَبِّیْ خَصْمَہٗ
جو میرا دشمن ہوگا خدا اس کا دشمن ہوگا۔

قَدْ بَارَزَ الْمَوْلٰی لِمَنْ بَارَانِیْ
خدا اس کے مقابلہ کے لئے نکلا جس نے میرا مقابلہ کیا

اِنِّیْ رَاَیْتُ یَدَ الْمُہَیْمِنِ حَافِظِیْ
میں نے خدا کا ہاتھ اپنا محافظ دیکھا

وَمُؤَیِّدِیْ فِیْ سَائِرِ الْاَحْیَانِ
اور اسے ہر وقت اپنا مؤید پایا۔

لَنْ تُعْجِزُوْا بِمَکَائِدٍ رَبَّ السَّمَاءِ
تم ہرگز اپنے فریبوں سے خدا کو عاجز نہیں کر سکتے

لِلّٰہِ سُلْطَانٌ عَلَی السُّلْطَانِ
خدا تعالیٰ کا تسلط ہر ایک تسلط پر غالب ہے

اُرْسِلْتُ مِنْ رَّبِّ الْاَنَامِ فَجِئْتُکُمْ
میں پروردگار کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔

فَاسْعَوْا اِلٰی بُسْتَانِہِ الرَّیَّانِ
پس خدا تعالیٰ کے تروتازہ باغ کی طرف دوڑو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفٰے

میری جان مصطفٰےؐ کے دین کی راہ میں فدا ہو

ز عشاقِ فرقان و پیغمبریم
ہم قرآن اور آنحضرتؐ کے عاشقوں میں سے ہیں۔

در رہِ عشقِ محمدؐ ایں سر و جانم رود
محمدؐ کے عشق کی راہ میں میرا سر اور میری جان قربان ہوں

اے دل تو نیز خاطرِ اینان نگاہ دار
اے دل تو ان لوگوں کا لحاظ رکھ

جانم گداخت از غمِ ایمانت اے عزیز
اے عزیز میری جان تیرے ایمان کے غم میں گھل گئی

ہر سوئے ہر طرف رُخِ آں یار بنگرم
میں ہر طرف اور ہر جانب اس یار کا چہرہ دیکھتا ہوں

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم
خدا کے بعد میں محمدؐ کے عشق میں سرشار ہوں۔

ہر تار و پود من بسرآید بعشقِ او
میرے ہر رگ و ریشہ میں اس کا عشق رچ گیا ہے۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
میں رسول نہیں ہوں۔ یعنی کوئی کتاب نہیں لایا ہوں

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفٰے
میری جان مصطفٰےؐ کے دین کی راہ میں فدا ہو۔

بدیں آمدیم و بدیں بگذریم
اسی دین پر ہم دنیا میں آئے ہیں اور اسی پر ہی گزر جائیں گے

ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم
یہی میری خواہش ہے یہی میری دعا ہے اور یہی میرا دلی ارادہ ہے

کاخر کنند دعوئ حبِّ پیمبرم
کہ آخر یہ میرے پیغمبر کی محبت کا دعوےٰ کرتے ہیں۔

ویں طرفہ تر کہ من بہ گمانِ تو کافرم
اور عجیب بات تو یہ ہے کہ تیرے خیال میں میں کافر ہوں

آں دیگرے کجاست کہ آید بخاطرم
پھر اور کون ہے جو میرے خیال میں آئے۔

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
اگر یہ کفر ہے تو بخدا میں سخت کافر ہوں

از خود تہی و از غمِ آں دلستاں پُرم
میں اپنی خواہشات سے خالی اور اس معشوق کے غم سے پُر ہوں

ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم
ہاں صاحبِ الہام ہوں اور خدا کی طرف سے انذار کرنے والا ہوں

ایں است کامِ دل اگر آید میسرم
یہی میرے دل کی خواہش ہے اے کاش یہ میسر آجائے۔

دارالافتاء

معاشرتی مسائل

(مکرم و محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ ربوہ)

سوال:۔ کیا نابالغ لڑکی۔ نابالغ لڑکے کا نکاح درست ہے؟

جواب:۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک اگرچہ نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح جائز ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ رخصتانہ کے لئے بلوغت کی شرط مقرر کر دی جائے۔ تاکہ خیار بلوغ کے حق کی حفاظت بہتر طریق سے کی جا سکے۔ پس نکاح یعنی رخصتانہ کے لئے قرآنی آیت حتّٰی اذا بلغوا النکاح اور حدیث نبوی لا ضرر ولا ضرار کے مطابق بلوغ کی شرط قرار دینا ضروری ہے۔ تاکہ عورت کے حق میں خیار بلوغ اور اس کی صحت کی حفاظت کی جا سکے۔ اور ہر قسم کے ضرر سے وہ محفوظ رہے۔

بلوغت کی عمر ہر علاقہ کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے۔ احکام الاحوال الشخصیہ صفحہ ۹۵ میں لکھا ہے:۔

مذہب الجمہور جواز تزویج الصغیر سواء اطاقت الوطء ام لا تطقہ ولکن لا تسلم الی زوجہا قبل الاطاقۃ فلا یجبر الولی علی تسلیمہا الیہ ولہ مع ذالک طلب ما استحق من مہرہا من الزوج لانہ دین فی ذمتہ۔

یعنی جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نابالغہ کا نکاح درست ہے۔ خواہ وہ مباشرت کے قابل ہو یا نہ ہو۔ لیکن اس کا رخصتانہ اس وقت تک نہ کیا جائے۔ جب تک کہ وہ مباشرت کے قابل یعنی بالغ نہ ہو جائے۔ تاہم وہ خاوند سے مہر وصول کرنے کی مستحق ہے۔ کیونکہ مہر نکاح کے ساتھ ہی خاوند کے ذمہ ایک واجب الادا قرض قرار پاتا ہے۔

سوال:۔ اغراض نکاح کے لئے بلوغت کی عمر کیا ہے؟

جواب:۔ نکاح کی اغراض کے لئے بلوغت کی عمر شرعی لحاظ سے ایام ماہواری یعنی خون حیض کا شروع ہونا ہے۔ لیکن چونکہ یہ کسی حد تک ایک مخفی امر ہے۔ اور بعض اوقات اس پر انحصار مشکلات کا موجب بھی بن سکتا ہے۔ اس لئے علماء امت نے اس معاملہ میں اجتہاد کے دروازہ کو کھلا مانا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ قرائن

کے پیش نظر اور ملکی حالات کے اعتبار سے سالوں میں بھی بلوغت کی عمر کی کوئی حد مقرر کی جا سکتی ہے۔ تا کہ عدالتی اور قضائی فیصلوں میں یکسانی اور آسانی پیدا ہو سکے۔ اس لحاظ سے حکومت کی مقرر کردہ بلوغت کی پابندی مناسب اور جائز الاتباع ہے۔ اور سالوں کے لحاظ سے عمر کی بلوغت کی تعیین کو ہم علی الاطلاق خلاف شریعت نہیں کہہ سکتے۔

نکاح اور لڑکے لڑکی کی رضامندی

سوال :۔ لڑکی یا لڑکے کو اپنی شادی میں انتخاب کا حق کہاں تک حاصل ہے؟ یہ انتخاب وہ کس بناء پر اور کس طرح کر سکتے ہیں؟

جواب :۔ شادی کے معاملہ میں لڑکی اور لڑکے کی طرف سے اظہار رضامندی کے لئے مناسب شرم وحیا معروف مشرقی انداز ہے اور اسے اسلام نے بھی پسند کیا ہے۔ تاہم قانونی طور پر ایسی کوئی پابندی نہیں لڑکے اور لڑکی دونوں کو پورا پورا حق ہے۔ کہ وہ اپنی تسلی کے لئے جس رنگ میں پسندیدگی یا ناپسندیدگی کا اظہار کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ صحت نکاح کے لئے لڑکی اور لڑکے دونوں کی رضامندی ایک ضروری شرط ہے۔

۲۔ اصل یہ ہے کہ انتخاب میں دینداری اور حسن سیرت کو دیکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد لیاقت، سلیقہ، شکل وصورت اور حسب ونسب ہے، مالی حالت بھی قابل توجہ اور اہم امور میں سے ہے۔ ترجیح بہر حال اوّل امر کو ہے۔ لیکن اگر کسی میں پہلی خوبی نہ ہو لیکن دوسری خوبیاں ہوں تو رشتہ کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر پہلی خوبی ہو اور باقی خوبیوں میں سے کسی میں کمی ہو تو اس کو نظر انداز کر دینا چاہیئے۔

۳۔ انتخاب کے لئے شنید، ماں باپ اور دوسرے ہمدردوں سے مشورہ۔ لڑکے لڑکی کا ایک دوسرے کو دیکھ لینا سبھی صورتوں کی اجازت ہے۔ پوری تسلی کے بعد فیصلہ کرنا چاہیئے۔

سوال :۔ کیا لڑکی اور لڑکے کی پسند یا رضامندی کے بغیر والدین زبردستی رشتہ کر سکتے ہیں اور اگر زبردستی کریں تو لڑکی یا لڑکے کے لئے کونسی راہ ہے؟

جواب :۔ اصل حکم یہی ہے کہ لڑکی اور لڑکے کی پسند کے مطابق رشتہ کیا جائے۔ اس بارہ میں والدین اور رشتہ داروں کی طرف سے زبردستی درست نہیں۔

سوال :۔ میرا نکاح جبراً کسی سے کر دیا ہے۔ مجھے یہ رشتہ پسند نہیں ہے۔ کیا جبراً نکاح کی وجہ سے مجھ پر کوئی پابندی عائد ہوتی ہے؟

جواب:۔ جبر کا نکاح شرعاً اور قانوناً کالعدم ہے اور ایسے نکاح سے انسان پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ اور نہ جبر کے ساتھ منوائی گئی شرائط کا انسان پابند ہوتا ہے۔ پس جب آپ کے بیان کے مطابق نکاح ہی کالعدم ہے تو طلاق کے کیا معنے؟ ہاں قانونی تقاضے کو پورا کرنے کے لئے مثلاً نکاح کا تحریری ثبوت موجود ہے۔ تو تحریراً یا قولاً طلاق دینے میں کوئی امر مانع نہیں ؛

گناہ سے بچنے کا علاج

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

" قانون دو ہیں ایک آسمانی فرشتوں کے لئے قضا و قدر کا قانون ہے کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے اور ایک زمین پر انسانوں کے لئے خدا کے قضا و قدر کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ آسمان سے ان کو بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے مگر جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو رُوح القدس کی تائید سے انکی کمزوری دُور ہو سکتی ہے۔ اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں۔ جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گنہگار ہو چکے ہیں تو استغفار ان کو فائدہ پہنچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں۔ کیونکہ نُور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔" (کشتی نوح)

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے لئے

حضرت مسیحِ پاک علیہ السّلام کی نصائح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔ جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدّم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اور اپنے لئے فرشِ زمین پسند نہ کروں۔ اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے۔ تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اس کے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اس کے لئے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے کہ میں بھی دیدہ دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیئے کہ میں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے۔ اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیئے کہ میں اس سے ٹھٹھا کروں۔ یا چیں بہ جبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو۔ جب تک وہ اپنے تئیں ہر ایک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دُور نہ ہو جائیں۔ خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے۔ اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبولِ الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصّہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔"

(شہادۃ القرآن صفحہ ۱۰۰)

صُلح حدیبیہ کے بعد بادشاہوں کے نام خطوط

از ایڈیٹر

حدیبیہ کی صلح کے نتیجہ میں مسلمانوں کو سکون نصیب ہوا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عرب کے چاروں طرف بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے۔ خطوط لکھنے سے پہلے لوگوں کے مشورہ پر حضورؐ نے ایک انگوٹھی بنوائی جسے بطور مُہر استعمال فرمایا جو خطوط پر لگائی جاتی تھی اس کے الفاظ تھے محمد رسول اللہ۔ نیچے محمدؐ تھا اور پھر رسول۔ اس کے اوپر اللہ۔ یہ انگوٹھی حضورؐ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہی۔ پھر حضرت عمرؓ کے پاس جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو انہیں منتقل ہوئی۔ افسوس ان سے یہ انگوٹھی ایک کنوئیں میں گر گئی۔ اور باوجود بسیار کوشش کے وہ نہ ملی۔ یہ خطوط شمال میں روما کی مشہور سلطنت کے فرمانروا قیصر کے نام اور شمال مشرق میں فارس کی مشہور سلطنت کے شہنشاہ کسریٰ کے نام اور شمال مغرب میں مصر کے بادشاہ مقوقس کے نام اور حبشہ کے فرمانروا شاہ نجاشی کے نام اور عرب کی حدود کے ساتھ متصل ریاست غسان کے حاکم کے نام بھی جو قیصر کے ماتحت تھا۔ عرب کے جنوب میں یمن کے رئیس کے نام بھی تبلیغی خط بھجوایا۔ اور بحرین کے والی کی طرف بھی اسی طرح عرب کے اردگرد جتنی حکومتیں تھیں ان سب کے نام تبلیغی خطوط لکھے۔ ان میں سے ایک اہم تبلیغی خط ہرقل قیصر روما کے نام بھجوایا تھا۔

ہرقل اور ابوسفیان کی گفتگو

تاریخ میں مذکور ہے کہ ہرقل نے خط کے پہنچنے پر حضورؐ کے متعلق حضورؐ کے قریبی رشتہ دار ابوسفیان سے جو مسلمان نہ تھا چند سوالات پوچھے۔ ان سوالات سے ہرقل کی حذاقت اور ذہانت کا پتہ چلتا ہے۔ اس نے پوچھا جس شخص نے رسول ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اس کا حسب نسب کیا ہے۔ ابوسفیان نے جواب دیا کہ وہ شریف خاندان سے ہے۔ اچھے حسب نسب کا ہے۔ ہرقل نے پھر پوچھا کیا اس سے پہلے بھی کسی نے نبی ہونے کا دعوےٰ کیا تھا۔ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ پھر اس نے پوچھا کیا اس کے دعوےٰ نبوت سے پہلے بھی تم نے اس پر جھوٹ کا الزام لگایا تھا۔ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا کیا اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے۔ جواب ملا نہیں۔ اس نے پھر پوچھا اس مدعیٔ رسالت کو بڑے لوگ مان رہے ہیں

یا چھوٹے جواب ملا کمزور لوگ۔ اس نے کہا کیا وہ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں۔ جواب ملا بڑھ رہے ہیں پھر اس نے پوچھا کیا اس کے دین کو ناپسند کر کے لوگ مرتد ہو رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ ہرقل نے دریافت کیا اس نے کبھی عہد شکنی بھی کی ہے ابوسفیان نے کہا نہیں۔ ہاں اب ایک معاہدہ ہوا ہے۔ دیکھیں اس میں وہ کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں۔ میں صرف اس ایک فقرہ پر کچھ پچر لگا سکتا تھا ورنہ اور کہیں گنجائش نہ ملی۔ ہرقل نے پھر پوچھا کیا اس کے ساتھ تمہاری کبھی جنگ ہوئی ہے اس نے کہا ہاں۔ پوچھا نتیجہ کیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کبھی وہ جیت جاتے ہیں کبھی ہم انہیں نقصان پہنچا دیتے ہیں۔ ہرقل نے پوچھا اس کی تعلیم کیا ہے۔ وہ تمہیں کیا حکم دیتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا وہ کہتا ہے خدا کو ایک سمجھو۔ مشرک نہ بنو۔ نماز پڑھو۔ صدقہ دو برائیوں سے بچو۔ امانت میں خیانت نہ کرو۔ اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ اس کے بعد ہرقل نے ایک ایک سوال کی تشریح کی اور کہا انبیاء کا یہی حال ہوتا ہے۔ وہ اپنی قوم کے اشراف میں سے ہوتے ہیں اور جب اس سے پہلے کسی نے ایسا دعوےٰ نہیں کیا تو اس کے معنی ہیں کہ اس نے یہ دعوےٰ کسی کی نقل میں نہیں کیا اور جب دعوے سے پہلے اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا تو آج کیا اب وہ جھوٹ کیسے بولنے لگ گیا اور جب اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ نہ تھا تو یہ بھی واضح ہو گیا کہ اس بہانے وہ اپنے خاندان کی کھوئی ہوئی بادشاہت کو بھی حاصل نہیں کرنا چاہتا۔ پھر تم نے کہا کمزور لوگ اسے مان رہے ہیں تو شروع میں انبیاء کے ماننے والے کمزور اور غریب لوگ ہی ہوتے ہیں اور تو نے کہا وہ بڑھ رہے ہیں۔ نبیوں کے ماننے والوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ وہ بتدریج ترقی کرتے ہیں۔ پھر تو نے جواب میں بتلایا کہ اس کے دین کو مان کر پھر ناپسند کر کے لوگ واپس نہیں ہوتے۔ یہی حالت ایمان کی ہوتی ہے جب وہ دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے تو پھر پیچھے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یعنی دین کو ناپسند کر کے واپس نہیں لوٹتے وجوہات ارتداد اور ہوتی ہیں۔ پھر ہرقل نے کہا اور تو نے مجھے بتلایا ہے کہ عہد شکنی نہیں کرتا۔ خدا کے انبیاء کا یہی حال ہوتا ہے وہ عہد شکن نہیں ہوتے۔ اور تو نے بتلایا کہ جنگ میں کبھی ان کا بھی نقصان ہوتا ہے اور خدا کے رسول پر بعض سخت ایام اور آزمائشیں بھی آتی ہیں۔ مگر انجام کار وہ غالب آ کر رہتے ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ تعلیم کیا دیتا ہے۔ یہی انبیاء کا وصف ہوتا ہے کہ اچھی باتوں کی تلقین کرتے ہیں اور بری باتوں سے بچنے کا حکم دیتے ہیں۔

اس کے بعد اس نے کہا میں جانتا تھا کہ ایک نبی عنقریب مبعوث ہونے والا ہے۔ اے عرب کے بادیہ نشینو! اگر یہ باتیں درست ہیں جو تم نے بتائی ہیں تو وہ وقت دور نہیں جب وہ اس جگہ یعنی ایلیا (بیت المقدس) پر قابض ہوگا۔ اور اگر مجھے توفیق ملی تو میں اس سے ملاقات کروں گا اور اس کے پاؤں دھو

کر پیٹوں گا۔ ابوسفیان دربار سے باہر نکلا تو کہنے لگا محمدؐ کا اثر اتنا بڑھ رہا ہے کہ بادشاہ بھی اس سے خائف ہیں۔ یہ غالب ہو کر رہے گا۔

ہرقل کے خط کی عبارت

ہرقل کو جو خط لکھا اس کی عبارت حدیثوں میں محفوظ ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:۔
" اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بن مانگے دینے والا اور بار بار دینے والا ہے۔ یہ خط اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمدؐ کی جانب سے ہرقل شاہ روم کے نام ہے۔ سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اس کے بعد میں خدا کے پیغام کی طرف تمہیں بلاتا ہوں تو مسلمان ہو جا۔ خدا کی پناہ میں آجائے گا۔ اللہ تعالےٰ تجھے اس کا ثواب بھی دوہرا دے گا لیکن اگر تو نے منہ پھیرا تو آپ کی رعایا کا گناہ بھی آپ کی گردن پر ہو گا۔ اور اے اہل کتاب اس کی طرف آجاؤ جو تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے اور وہ یہ کہ سوائے خدا کے ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور یہ کہ سوائے خدا کے کسی کو معبود نہ مانیں لیکن اگر تم روگردانی کرو تو گواہ رہو کہ ہم خدا کے فرمانبردار ہو چکے ہیں۔"

والئ مصر اور حبشہ کے نام خط

شاہ مقوقس والئ مصر کو جو حضورؐ نے خط لکھا تھا وہ آج بھی ترکی میں محفوظ ہے۔ اس کا عکس کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ کسریٰ کو جو خط لکھا تھا وہ اس نے حقارت سے پھاڑ دیا تھا۔ حضورؐ کو جب اس کا علم ہوا تو فرمایا ایرانی حکومت بھی پاش پاش کر دی جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ عظیم سلطنت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے خدام کے سامنے ٹھہر نہ سکی۔ شاہ حبشہ نجاشی کو جب حضور کا خط پہنچا تو اس نے خط کو آنکھوں سے لگایا اور ادب کے طریق پر تخت سے نیچے اترا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ پھر اس نے ہاتھی دانت کی ڈبیہ منگوائی اور خط کو بطور تبرک اس میں محفوظ کیا اور مورخین لکھتے ہیں۔ یہ خط آج تک ان کے خاندان میں محفوظ ہے۔ اس وقت حبشہ کے بادشاہ کا نام اصحمۃ تھا۔

بہرحال اس صلح کے زمانہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مولیٰ کا پیغام بادشاہ کے درباروں تک پہنچایا جس نے اس پیغام کو قبول کیا یا احترام کی نظر سے دیکھا اللہ نے اس سے بہتر سلوک فرمایا۔ جس نے تمرد کا طریق اختیار کیا۔ خدا کے قہری نشان کا شکار ہوا۔

ربِّ کریم کی بارگاہ میں

نتیجہ فکر مکرم جناب ثاقبؔ صاحب زیروی مدیر ہفت روزہ لاہور

تُو رحیم بھی۔ تُو کریم بھی۔ تُو سمیع بھی۔ تُو بصیر بھی
کسی آئینے میں نہ مل سکی تیری رحمتوں کی نظیر بھی

تُو فضائے ارض و سما میں ہے تو بہشتِ آب و ہوا میں ہے
سرِ آسماں نئی کہکشاں تیرے نور کی ہے لکیر بھی

کہیں آبشاروں کے گیت ہیں کہیں چاند تاروں کا حسن ہے
یہ تمام تیرے ثبوت ہیں یہ سحر بھی مہرِ منیر بھی

تُو کرم نواز ازل سے ہے تیری سمت سب ہیں جھکے ہوئے
تیرے دَر پہ مجھ سے غریب بھی تیرے در پہ لاکھوں امیر بھی

مجھے منزلوں کا جنوں نہیں مجھے فکرِ جادہ ضرور ہے
میرے دل کا چھوٹا سا قافلہ غمِ راہ کا ہے اسیر بھی

کبھی تاج و تخت و کُلاہ سے وہ نظر بچا کے چلے گئے
کہ طبیعتوں کے غنی رہے تیرے بے نوا و فقیر بھی

کبھی زندگی کا جنوں مجھے کبھی زندگی سے گریز ہے
میری زندگی کے یہ پیچ و خم میں رہا بھی ہوں یہی اسیر بھی

میں رواں ہوں دشتِ حیات میں مجھے ظلمتوں کا خطر نہیں
میرے ساتھ یادِ رسولؐ بھی میرے ساتھ ربِّ قدیر بھی

میں اُسی سے ثاقبِؔ خستہ جاں کہوں گا حکایتِ خونچکاں
جو الَم زدوں کا مُعین بھی ہے شکستہ دِل کا نصیر بھی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

وہ ذات گرامی جس کے متعلق خدائے قدوس نے فرمایا۔ ما ینطق عن الھوٰی ان ھوا لاّ وحیٌ یوحیٰ کہ اس کا نطق اپنی مرضی سے نہیں بلکہ خدا کی وحی سے ہوتا ہے۔ اس نے دس آدمیوں کے متعلق فرمایا یہ جنّت میں ہوں گے۔ ابوبکرؓ، عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوفؓ۔ سعدؓ بن ابی وقاص۔ سعیدؓ بن زید۔ ابوعبیدؓ بن جراح[1] تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف وہ خوش نصیب صحابی ہیں جنہیں صادق و مصدوق نے اس دنیا میں جنت کی بشارت دی۔

نام و حسب نسب اور حضورؐ سے قرابت داری

جاہلیت میں نام عبدعمرو یا عبدالکعبہ تھا بنو زہرہ قبیلہ سے تھے۔ اسی قبیلہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ تھیں نسب نامہ یوں ہے عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدالحارث بن زہرہ بن کلاب۔ والدہ کا نام الشفاء تھا۔ آپ عام الفیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے۔ کنیت ابو محمدؐ تھا۔ مسلمان ہوئے تو آنحضورؐ نے نام عبدالرحمٰن رکھا۔[2] رشتہ میں آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے۔ زینبؓ بنت جحش کی ہمشیرہ حمنہ بنت جحش انکے عقد میں آئی

السابقون السابقون

ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ آغاز اسلام میں جن پانچ افراد نے اسلام قبول کیا۔ یہ ان میں سے ایک تھے۔ جب اسلام لائے ان کی عمر ۳۰ سال کی تھی۔ نہایت زیرک اور سلجھی ہوئی طبیعت پائی تھی یہ کوئی کم تاریخی بات نہیں کہ اللہ نے انہیں آغاز اسلام میں دین مصطفےٰ سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ جو آپ کی سعادت پر دلیل ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہجرت حبشہ کی بھی توفیق دی۔ اور تمام غزوات میں حضورؐ کے ہمرکاب رہنے کا بھی شرف نصیب ہوا۔ ابن سعد لکھتے ہیں :۔

شھد عبد الرحمٰن بن عوف بدرًا واُحدًا والخندق المشاھد کلّھا
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ثبت یوم اُحدٍ حین ولّی الناس مع

---

[1] ترمذی ابواب المناقب مناقب عبدالرحمٰن بن عوف [2] طبقات ابن سعد جزو ثالث ص ۸۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔[۱]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بدر، اُحد، خندق اور تمام معرکوں میں حضور کے ساتھ تھے اور اُحد کے دن جب لشکریوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے یہ ثابت قدم رہے۔ اُحد کے دن اکیس زخم کھائے۔ ایک زخم پاؤں پر ایسا آیا کہ لنگڑے ہو گئے۔ سامنے کے دو دانت بھی اُحد کے دن شہید ہو گئے۔

رزق میں برکت

حدیث میں آتا ہے جب کسی روح کی تخلیق کا فیصلہ ہوتا ہے تو فرشتے اس کی تقدیر میں لکھتے ہیں۔ یہ شقی ہوگا یا سعید۔ اس کی عمر کا فیصلہ ہوتا ہے اور تقدیر خداوندی اس کے رزق کا فیصلہ کرتی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے کاتب تقدیر نے جہاں ان کے سعید ہونے کا فیصلہ کیا تھا وہاں یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ ان کے رزق میں غیر معمولی برکت دی جائے گی۔ وہ خود کہتے ہیں۔

فلقد رأیتنی ولو رفعت حجراً رجوتُ ان اصیب تحتہ ذھباً او فضّة[۲]

کہ میرا یہ حال تھا کہ اگر میں پتھر اٹھاتا تو مجھے یہ امید ہوتی کہ اس کے نیچے سے سونا یا چاندی نکل آئے گی۔

اور ان کی سعادت کے متعلق بھی ایک عجیب روایت ان کے حالات میں آئی ہے۔

ان کے بیٹے ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ ان کی وفات کے وقت ان پر غنودگی طاری ہوئی۔ آنکھ کھولی تو فرمایا میرے پاس دو فرشتے آئے جو بڑے سخت معلوم ہوتے تھے۔ مجھے لے جانے لگے تو دو نرم خو فرشتے آئے۔ انہوں نے پوچھا اسے کہاں لے جا رہے ہو اسے چھوڑ دو کہ یہ ان میں سے ہے جن کے متعلق سعادت مقدر کی گئی تھی جبکہ وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں تھے[۳]

واقعہ ہجرت

جب حضورؐ نے اذن خداوندی سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم فرمائی۔ ان کا بھائی سعد بن ربیع انصاری (شہید اُحد) کو مقرر فرمایا۔ سعدؓ بن ربیع نے انہیں کہا بھائی میری زمین اور جائداد میں جو حصہ پسند فرمائیں نصف آپ لے لیں اور میری دو بیویاں ہیں۔ ہر ایک کو طلاق دے دیتا ہوں۔ عدت کے بعد تم ان سے نکاح کر لو۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے سنا تو کہا بھائی۔ اللہ تیرے مال اور اہل و عیال میں برکت ڈالے۔ مجھے صبح ہو تو بازار کا رستہ بتا دینا۔ پہلے ہی دن بازار سے لوٹے تو

---

[۱] طبقات ابن سعد جزو ثالث صفحہ ۹۰ [۲] ایضاً صفحہ ۸۹ [۳] ایضاً صفحہ ۹۵

کچھ گھی اور پنیر نفع میں لے آئے۔ چند دن کے بعد آقائے مدنی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے تو کپڑوں پر زعفران کے رنگ کا نشان تھا۔ فرمایا عبدالرحمٰن یہ کیا؟ عرض کیا شادی کی ہے۔ فرمایا مہر کیا رکھا۔ عرض کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا فرمایا ولیمہ بھی کرو۔ ایک بکری ہی ذبح کر کے لوگوں کو دعوت دو۔ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ ؎۱

ایک دوسری شادی انصار میں کی تو تیس ہزار درہم مہر مقرر کیا ؎۲

دستار بندی

نو ہجری میں شام کی سرحد پر دومۃ الجندل کی جانب سات سو صحابہؓ پر مشتمل ایک دستہ ان کی قیادت میں بھجوایا حضورؐ نے ان کے سر پر کالی پگڑی اپنے دست مبارک سے باندھی اور   کو کہا عبدالرحمٰن کو   دے دو۔ فرمایا عبدالرحمٰن پہلے انہیں اسلام کی طرف بلانا۔ ان کے سردار اصبغ بن عمرو نے اسلام قبول کیا۔ اس کی لڑکی تماضر بنت اصبغ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے شادی کی۔ اس کی کنیت امّ ابی سلمہ تھی۔ ایک جنگ میں جوؤں نے تنگ کیا تو انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ریشم پہننے کی اجازت طلب کی۔ حضورؐ نے انہیں اجازت عطا فرمائی۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جلدی مرض کی وجہ سے حضورؐ سے ریشم پہننے کی اجازت لی تھی۔ ابن سعدؒ نے لکھا ہے کہ ایک موقعہ پر اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دونوں نے ریشم کی قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے ان کے بیٹے کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر قمیص کو نیچے تک پھاڑ دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے عرض کی۔ مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے کی اجازت دی تھی۔ امیر المومنین عمرؓ نے فرمایا ہاں تمہیں اجازت دی تھی مگر تمہاری مجبوری کی وجہ سے کسی دوسرے کو تو نہیں دی تھی۔ ؎۳

چونکہ اللہ تعالےٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی تھی لباس فاخرہ بھی آپ زیب تن فرماتے۔ روایت ہے کہ چار چار یا پانچ پانچ سو درہم کا قیمتی لباس پہنتے۔

مال کا تزکیہ

ان کے بیٹے ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا عبدالرحمٰن تُو مالدار ہے۔ جنت میں گھسٹتا ہُوا داخل ہوگا۔ اللہ کو قرض دے تو اپنے پاؤں پر چل کر جنت میں جائے گا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ حضورؐ سے رخصت ہوئے تو طبیعت بہت متفکر تھی۔ حضورؐ نے انہیں بلایا اور فرمایا جبرائیل نے مجھے کہا کہ عبدالرحمٰن کو کہو مہمان نوازی کرے۔ مسکینوں کو کھانا کھلایا کرے۔ سوالی کو دے اور اپنے اعزا کو دے۔ یہ کرے گا تو اس کا مال پاک ہوگا ؎۴

؎۱ طبقات ابن سعد جزو ثالث صفحہ ۸۹ ؎۲ ایضاً صفحہ ۹۵ ؎۳ ایضاً صفحہ ۹۹ ؎۴ ایضاً صفحہ ۸۹

نوفل بن ایاس ہزلی بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے ساتھ ہمارا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ ایک روز وہ اپنے گھر لے گئے۔ اندرون خانہ سے کھانا لائے۔ کھانا گوشت اور روٹی تھی۔ کھانا رکھا تو حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف رونے لگ گئے۔ رونے کا سبب دریافت کیا تو کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اہل و عیال تنگ دستی سے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ اور آج ہمیں ان سے بہتر کھانا مل رہا ہے۔[۱]

دو آزمائشیں —

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا ایک فقرہ سنہری حروف سے لکھا جانے کے قابل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

ابتلینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالضراء فصبرنا علیہ ثم ابتلینا بعدہ بالسراء فلم نصبر[۲]

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دکھوں اور تکالیف سے ہماری آزمائش ہوئی۔ ہم نے اس پر صبر کیا۔ پھر آپؐ کے بعد ہمیں کشائش سے آزمایا گیا تو ہم صبر نہ کر سکے۔

اس میں کیا شبہ ہے کہ تنگ دستی اور تکالیف میں قوموں کے بعض اخلاق کی تعمیر ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ دیکھتا ہے کہ وہ اس امتحان میں کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں اور پھر ان کا امتحان فراخی اور وسعتِ رزق سے ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک عظیم امتحان ہوتا ہے کہ دنیا کی فراخی انہیں ان کے فرض سے غافل تو نہیں کرتی۔ ایک دن افطاری کے وقت حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے خادم نے آپ کے سامنے کھانا چنا۔ آپ نے لقمہ اٹھا کر مونہہ میں ڈالا۔ لقمہ چبایا رقت طاری ہوگئی لقمہ نگل نہ سکے اور فرمایا مجھے یاد آگیا اُحد میں ہمارے بھائی مصعبؓ بن عمیر فوت ہوئے جو ہم سے بہتر تھے۔ ان کا جسم ڈھانکنے کے لئے کفن پورا نہ تھا۔ سر کی طرف کپڑا سرکا کر پاؤں پر گھاس ڈال کر گزارہ کیا لیکن ہمارے پھل اس دنیا میں پک گئے اور ہم انہیں توڑ رہے ہیں[۳]

ترمذی میں جہاں نوفل بن ایاس ہزلی کی روایت ہے اسی باب میں یہ واقعہ درج ہے کہ جب ابوعبیدہؓ بحرین سے مال لے کر آئے حضورؐ نے فجر کی نماز پڑھائی تو صحابہؓ کی طرف منہ کر کے فرمایا۔

اخشی علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علیٰ من قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا فتھلکم کما اھلکتھم[۴]

کہ مجھے خدشہ ہے دنیا تمہارے سامنے پھیلا دی جائے گی جس طرح تمہارے پہلوں کے سامنے پھیلائی گئی۔ پھر تم اسے لینے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو گے۔ نتیجۃً دنیا تمہیں اسی طرح ہلاک کردے گی جس طرح اسنے پہلوں کو ہلاک کیا۔

---

[۱] ترمذی باب ما جاء فی لبس النبی [۲] ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ [۳] اسد الغابہ جلد سوم مطبوعہ طہران [۴] ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ

اگر دولت کے آنے سے تکبر۔ حسد اور باہم بغض پیدا ہو تو وہ دولت فرد اور قوم کے لئے بہتر نہیں۔ دولت کو اگر نعمتِ خداوندی سمجھ کر جائز ذرائع سے کمائے اور خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے ماتحت خرچ کرے تو یہ باعثِ برکت ہے اور بہتر ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ

اگر اللہ تعالےٰ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو دولت سے مالامال کیا تھا تو دل بھی متخشع عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے دولت کو اوک بھر بھر کر راہِ خدا میں لٹایا۔ حدیث میں آیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت ابوذرؓ کو فرمایا۔ ابوذر ھم الاخسرون۔ وہ لوگ سخت گھاٹے میں ہوں گے۔ تین بار آپؐ نے یہ فرمایا حضرت ابوذرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ کون؟ فرمایا المکثرون۔ جن کے پاس دولت کے انبار ہیں۔ سوائے اس کے جو یوں لٹائے۔ اور آپؐ نے اپنا اوک بھر کر اشارہ کیا۔

ایک بار مدینہ میں قحط تھا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا سات سو اونٹوں کا قافلہ آیا۔ جن پر اجناس لدی ہوئی تھی۔ مدینہ میں ہر طرف شور مچ گیا۔ کسی نے حضرت عائشہؓ کے پاس آکر ذکر کیا تو آپ نے فرمایا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے عبدالرحمٰنؓ جنت میں رینگتا ہوا داخل ہوگا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو کسی نے آکر بتلایا تو آپ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ماں آپ گواہ رہیں کہ یہ اونٹ معہ غلہ مع سامان باربرداری خدا کی راہ میں دیئے [1]

مسند احمد بن حنبل جزو سادس میں بھی یہ روایت آئی ہے [2]

ایک دن حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئے اور کہا یا امہ قد خفت ان یھلکنی کثرۃ مالی۔ ماں! مجھے ڈر ہے کہ مال کی کثرت مجھے ہلاک نہ کردے۔ فرمایا یا بنی انفق۔ اے بیٹے خدا کی راہ میں خرچ کر۔

احادیث میں آتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو مخاطب ہوکر فرمایا

ان الذی یحافظ علیکن بعدی لھو الصادق البار اللّٰھم اسق عبدالرحمٰن بن عوف من سلسبیل الجنۃ [3]

کہ جو شخص میرے بعد تمہارا خیال رکھے گا یقیناً وہ سچا اور نیک ہے۔ اے اللہ عبدالرحمٰن کو جنت کے چشمہ سے پانی پلا۔

چنانچہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف اکثر امہات المومنین کی خدمت میں نذرانہ بھیجتے رہتے تھے۔ کتب میں مروی

---

[1] اسدالغابہ جلد سوم ص ۳۱۴/۳۱۵ [2] مسند احمد جزو سادس ص ۱۱۵ [3] طبقات ابن سعد جزو ثالث ص ۹۹

ہے کہ کیسد منہ میں واقع اپنی جائیداد چالیس ہزار دینار کو بیچ کر امہات المومنین کی خدمت میں رقم پیش کردی۔[1]

اسی طرح مختلف مواقع پر راہِ خدا میں خرچ کرنے والے ان کے مال کی کچھ تفصیل اسدالغابہ میں آئی ہے۔ ایک موقعہ پر نصف مال حضورؐ کے عہد میں صدقہ دیا۔ ایک بار چار ہزار۔ پھر چالیس ہزار۔ پھر تیسرے موقعہ پر چالیس ہزار۔ ایک موقعہ پر پانچ صد گھوڑے جہاد کے لئے پیش کئے۔ اور ایک اور موقعہ پر پانچ صد اونٹ۔ عروہ بن زبیر کہتے ہیں پچاس ہزار کی وصیت کی تھی اور فرمایا تھا ہر بدری صحابی کو میرے بعد چار صد دینار دیئے جائیں چنانچہ سو بدری صحابہ میں ان کی وصیت کے مطابق یہ رقم تقسیم کی گئی۔ ایک روائیت کے مطابق آپ نے ۳۰ ہزار غلام آزاد کئے[2]

صالح عبدالرحمٰن —

غزوہ تبوک کے موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی۔ اور فرمایا۔

ما قبض نبیٌ قط حتٰی یصلی خلف رجل صالح من امّتہ[3]

کہ کوئی نبی کبھی فوت نہیں ہوا یہاں تک کہ اس نے اپنی امت کے کسی صالح شخص کے پیچھے نماز پڑھی۔

گویا صادق و مصدوق کی زبان مبارک اور عمل سے انہیں صالح ہونے کی سند عطا ہوئی۔

امیر الحجاج —

حضرت عمرؓ بن خطاب نے ان کو حج کا امیر بنا کر بھیجا۔ پس ۲۳ ہجری کو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب ازواج مطہرات حج کے لئے تشریف لے گئیں تو ان کو اور حضرت عثمانؓ کو حفاظت کے لئے ساتھ بھیجا۔ چنانچہ ازواج مطہرات کی سواری کے آگے آگے حضرت عثمانؓ تھے اور پیچھے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ ۲۴ ہجری کو جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو امیر الحجاج مقرر کیا۔

تولیت شوریٰ —

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جب ابو لؤلؤ نے قاتلانہ حملہ کیا اور آپ شدید زخمی ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتخاب خلافت کے لئے ایک بورڈ تشکیل فرمایا جس کے ممبر حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف بھی تھے۔ آپ کے حسنِ تدبر سے یہ نازک معاملہ سلجھ گیا۔

وفات —

ان کی وفات ۷۵ سال کی عمر میں ۳۲ ہجری میں ہوئی۔ سعد بن مالک نے جب چارپائی اٹھائی تو کہا واجبلاہ

---

[1] طبقات ابن سعد جزو ثالث صفحہ ۹۲ [2] اسد الغابہ جزو ثالث صفحہ ۳۱۶ [3] طبقات ابن سعد جزو ثالث صفحہ ۹۱

ہا نے پہاڑ جیسا عظیم انسان رخصت ہوا۔
حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا۔

اذهب ابن عوف فقد ادركت صفوها و سبقت رنقها۔ لہ

ابن عوف رخصت ہوئے ان کا چلن صاف ستھرا تھا اور وہ اپنے رفقاء سے سبقت لے گئے۔

ترکہ ـــــ

انہوں نے اپنے بعد بے حد و شمار دولت چھوڑی۔ ایک روائت میں ہے کہ اتنا سونا چھوڑا تھا کہ کلہاڑوں سے کاٹ کاٹ کر اسے تقسیم کیا گیا اور کاٹنے والوں کے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے۔ ۲ہ
چار بیویاں تھیں ہر بیوی کو ایک ایک لاکھ ترکہ میں ملا۔ اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ۔ تین ہزار بکریاں سو گھوڑے ترکہ میں چھوڑے۔

عادات و حلیہ ـــــ

سرخ و سفید رنگ۔ لمبا قد۔ خوبصورت کتابی چہرہ۔ ڈاڑھی کے بال گھنے۔ آنکھیں موٹی۔ ناک بلند۔ ہاتھ بھاری پنیر۔ گھی۔ چمڑے کے عظیم تاجر تھے۔ اللہ نے تجارت کی بہت سمجھ عطا کی تھی اور ان کے ہاتھ میں غیر معمولی برکت تھی طبیعت بہت سلجھی ہوئی تھی۔ راہِ خدا میں خرچ کرنے سے کبھی نہ ہچکچائے۔ بلکہ دونوں ہاتھوں سے خدا داد دولت تقسیم کرتے رہے۔ یہ کم فخر نہیں کہ آپ ابتدائی اسلام لانے والے خوش نصیبوں میں سے تھے۔ علاوہ ان مبارک وجودوں میں سے تھے۔ جن کو خدا کے برگزیدہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے جنتی قرار دیا۔

اللّٰهم صلّ عليه وارفع درجاته في اعلیٰ عليين

حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اے عقلمندو یہ دُنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں۔ تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو۔ ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو۔ انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون۔ گانجہ۔ چرس۔ بھنگ۔ تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے۔ وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔" (کشتی نوح)

لہ طبقات ابن سعد ص۹۶ ۔ ۲ہ طبقات ابن سعد جزو ثالث ص۹۶

تاریخ اسلام کا ایک ورق

جب کلمہ گو کو قتل کردیا

بنو مُرّة کے علاقہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ کو بھیجا جس میں اسامہ بن زیدؓ بھی تھے۔ وہی اسامہ جو زید کے بیٹے تھے۔ اور جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارے تھے۔ حضورؐ کئی بار اپنے ہاتھ سے ان کا ناک صاف کرتے۔ زانو پر ایک طرف انکو دوسری طرف حضرت حسین کو بٹھا کر سینہ سے لگاتے اور خدا سے دعا فرماتے۔ اللہ میں اس سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار فرما۔ اسامہؓ کہتے ہیں اس جنگ میں مرداس بن نہیک پر میں نے اور ایک انصاری نے تلوار بلند کی تو اس نے کہا۔ اشہد ان لا الٰہ الّا اللہ۔ لیکن ہم نے تلوار واپس نہ کی۔ اور اسے قتل کردیا۔ واپس آئے حضورؐ کو واقعہ کا پتہ چلا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسامہؓ جب لا الٰہ الا اللہ فریادی ہوگا تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے عرض کی اے رسول خدا اس نے تو قتل سے ڈر کر لا الٰہ الا اللہ کہا تھا۔ حضورؐ نے پھر فرمایا لا الٰہ الا اللہ کے احتجاج سے تمہیں کون بچائے گا۔ حضورؐ بار بار یہی فرماتے۔ اس کے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد تو نے اسے قتل کیا۔ تو کیا کرے گا جب لا الٰہ الا اللہ فریادی ہوگا۔ میں نے یہ ماجرا دیکھا تو میں نے کہا کاش میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوتا اور نہ اسے قتل کرتا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے معاف کردیجئے۔ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ میں آئندہ کسی لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کو قتل نہیں کروں گا۔ (ابن ہشام جلد ۲ صـ ۱۰۳۹ و صـ ۱۰۴۰)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے۔ وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔" (کشتی نوح)

مہاجرین کو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پانچ نصیحتیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ایک انصاری نوجوان آیا اس نے کہا اے رسولِ خدا اللہ تعالے کی آپ پر رحمتیں ہوں۔ مومنوں میں سے سب سے افضل کون ہے؟ حضورؐ نے فرمایا جس کے اخلاق اچھے ہیں اس نے پھر پوچھا۔ یا رسول اللہ سب سے عقلمند کون ہے؟ حضورؐ نے فرمایا جو موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے۔ اور اس کے لئے سب سے اچھی تیاری کرتا ہے۔ اس پر نوجوان چپ ہوگیا۔ پھر حضورؐ نے روئے مبارک ہماری طرف کیا اور فرمایا۔ اے مہاجرین پانچ امور کا خیال رکھو اور ان سے خدا کی پناہ مانگو۔

(۱) یاد رکھو کہ جب کوئی قوم علانیہ فحش کی مرتکب ہوتی ہے تو ان پر طاعون اور وہ بیماریاں پھیلتی ہیں جو ان کے اسلاف میں نہ تھیں۔

(۲) اور جب وہ ناپ اور تول میں کمی کرتے ہیں تو قحط، محنت شاقہ اور بادشاہ کا ظلم ان کو آلیتا ہے۔

(۳) جب زکوٰۃ مالوں کی ادا نہیں کرتے تو آسمان سے رحمت کی بارش رک جاتی ہے۔ اور اگر جانور نہ ہوں تو خدا بارش ہی نازل نہ کرے۔

(۴) اور جب اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑتے ہیں تو ان پر اجنبی دشمن مسلّط کیا جاتا ہے۔

(۵) اور جب وہ اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تو ان کے درمیان باہم چپقلش پیدا ہوتی ہے۔

(ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۸)

— "یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔" (کشتی نوح)

انصار اللہ کے بارہ میں قیمتی آراء

(۱) مکرم و محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

ماہنامہ انصار اللہ ایک بلند پایہ تربیتی رسالہ ہے۔ یہ مجلہ اخلاقی اقدار کا مظہر۔ نور علم کا داعی اور روحانی دلچسپیوں کا مرقع ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات اور آپ کے مقدس کلام کے مختلف لیکن برمحل اقتباسات پیش کرنے کے لئے یہ رسالہ اپنی منفرد حیثیت اور اس مقصد کے لئے خصوصی پروگرام رکھتا ہے۔ اور محترم مولوی غلام باری صاحب سیف کی ادارت نے رسالہ کی ان خوبیوں کو اور اجاگر کردیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ سے حضور دعا ہے کہ وہ رسالہ کی اس حیثیت و اہمیت کو ہمیشہ قائم رکھے۔ اور اس کی اشاعت دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین

خاکسار۔ ملک سیف الرحمٰن جامعہ احمدیہ ربوہ ۲۹/۱۱

(۲) مکرم و محترم ثاقب صاحب زیروی ایڈیٹر ہفت روزہ لاہور تحریر فرماتے ہیں:۔

برادرم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بخیرم و خیرخواہم۔ انصار اللہ کا پچھلے مہینے کا پرچہ ڈاک والوں کی بے پروائی کی نذر ہو گیا۔ اور قلب و ذہن پورے دس دن تک ایک خاص قسم کی تشنگی محسوس کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک دوست کے ہاں پڑھنے کو مل گیا۔ فجزاہ اللہ۔

انصار اللہ اپنے علمی اور دینی مضامین کے اعتبار سے شروع ہی سے ایک ممتاز مقام رکھتا ہے۔ لیکن آپ نے اپنی ادارت میں اس مجلہ کے اداریوں، مضامین، تبصروں، حتیٰ کہ استدلال و استفہام تک میں ذکرِ رسولؐ اور فکرِ رسولؐ کی جو بابرکت آمیزش کی ہے۔ اس سے اس کے قاری کا ذوقِ مطالعہ عشقِ رسولؐ کی ایک جدید قسم کی ایمان افروز لذت سے روشناس ہوتا ہے اور اس دور میں اس سے بڑی خدمت ہے بھی کیا کہ دلوں میں عشقِ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی چنگاری سلگا دی جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ان بابرکت مساعی کو قبول فرمائے۔ اور انصار اللہ کو اپنے مشن میں کامیاب فرمائے آمین

"ثاقب زیروی ایڈیٹر ہفت روزہ" لاہور"

۱۰ نومبر ۱۹۷۵ء

پاسِ عہد

ابو وائل راوی ہیں کہ امیر معاویہ ابوالہاشم بن عتبہ کی تیمارداری کے لئے آئے۔ ابوالہاشم رو رہے تھے۔ معاویہ نے کہا، ماموں آپ کے رونے کا کیا سبب۔ کیا درد کی شدت ہے یا دنیا سے جانے کا خیال تکلیف دے رہا ہے۔ ابوالہاشم نے کہا یہ دونوں باتیں نہیں۔ میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک عہد کیا تھا۔ جس پر قائم نہیں رہ سکا۔ حضورؐ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ اگر مال جمع ہی کرنا ہے تو ایک خادم کافی ہوگا۔ اور ایک سواری۔ لیکن آج میں دیکھتا ہوں کہ میرے پاس مال جمع ہوگیا ہے۔ (ترمذی)

باپ عتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجہ میں بدر میں قتل ہوا۔ لیکن بیٹے کے اندر یہ زہد اور عہد کا ایسا پاس۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی تعلیم کا اعجاز نہیں تو کیا ہے۔ لیکن ہمارے لئے اس میں یہ بھی سبق ہے کہ زندہ قومیں اور افراد اپنے عہد کا کتنا پاس کرتے ہیں اور کس طرح اپنا محاسبہ کرتے ہیں کہ ہم نے عہد کا کتنا خیال کیا۔ محدثین نے کتب حدیث میں باب باندھا ہے۔ باب ما جاء فی حسن العہد کہ حضور عہد کا کتنا لحاظ کرتے تھے۔

قرآن مجید میں ایک سے زیادہ بار ارشاد خداوندی ہے۔ اوفوا بالعہد۔ اپنے عہد کو پورا کرو۔ ان العہد کان مسئولا۔ اور یہ کہ عہد کے بارہ میں خدا کے حضور پوچھے جاؤ گے۔ انصار سے خلیفۂ وقت نے عہد لیا ہے۔ جسے وہ اپنے ہر اجلاس میں دہراتے ہیں۔ آیئے محاسبہ کریں کہ ہم کس حد تک اس عہد کو نباہ رہے ہیں۔ عہد کے الفاظ یہ ہیں:-

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ تعالےٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہونگا

اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہونگا

نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہونگا۔

اس عہد میں مندرجہ ذیل باتوں کا اقرار ہے۔

۱۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار۔

۲۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار گویا آپ کے ارشادات کو حرز جان بنانے کا اقرار

۳۔ اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور مضبوطی کے لئے جان تک کی بازی لگا دینا۔

۴۔ خلافت کے استحکام کے لئے جدوجہد کرنا۔

۵۔ نئی نسل کو نظامِ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرنا۔

کیا ہمارے زبان کے اقرار کے ساتھ عمل ہم آہنگ ہے؟

سو فیصد بجٹ پورا کرنے والی مجالس انصار اللہ

(قسط نمبر ۵)

ضلع سیالکوٹ :۔ بھڈال۔ ڈیوکے ہرڑیکے ۔ بھکو بھٹی۔ نوشہرہ ککے زئیاں

ضلع گوجرانوالہ۔ فیروز والا۔ پیر کوٹ ثانی۔

ضلع لائلپور۔ چک ۶۲ ترقی۔ چک ۱۶۹ ر ب گھسیٹ پورہ

ضلع بہاولپور۔ چک ۱۹۲ مراد۔ ۱۶۶ مراد شرقی

ضلع گجرات۔ کھوکھر غربی۔ گوٹریالہ۔ چک سکندر کڑیانوالہ۔

ضلع سکھر۔ روہڑی۔ پنوں عاقل

ضلع شیخوپورہ۔ شیخوپورہ شہر۔ منڈی مرید کے

ضلع حیدرآباد۔ ٹنڈو غلام علی۔ نواز آباد فارم نوال کوٹ۔ سنجر پانگ

ضلع تھرپارکر۔ کریم نگر

ضلع ملتان کھاد فیکٹری

ضلع ساہیوال۔ قبولہ

کوئٹہ بلوچستان۔ کوئٹہ شہر

ضلع بہاولنگر۔ بہاولنگر شہر چک ۱۰۲/6.R۔ فورٹ عباس

ضلع دادو۔ دادو۔

ضلع سرگودھا۔ عمر آباد۔ مجوکہ

ضلع راولپنڈی۔ ٹیکسلا

ضلع کراچی۔ ڈرگ روڈ

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے لئے

مسیح پاک علیہ السلام کی دعا

''میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات و اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو ۔ اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دوائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے ۔ آمین ثم آمین''

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔